ں موجودہ تدوین عقلی اور علمی نقطۂ نظر سے غلط ہے اور اس طرح سے ان تمام علوم کو فلسفۂ خودی کی شاخوں کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ گویا اقبال پر لکھنا اس زمانہ میں بھی اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم انسانی۔ حیاتیاتی اور طبیعاتی علوم کو نئے سرے سے اس طرح مدون نہ کریں کہ تصور خودی ان علوم کی رُوح کے طور پر نظر آنے لگے پھر اس ابتدائی کام کے بعد جوں جوں علم ترقی کرتا جائے گا فلسفۂ خودی کی مزید تشریح اور توسیع ہوتی رہے گی۔

(جاری ہے)

oooooooo


منہجِ انقلابِ نبویؐ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اسلامی انقلاب کی

جدوجہد کے رہنما خطوط

غار حرا کی تنہائیوں سے لیکر

مدینۃ النبیؐ میں اسلامی ریاست کی تشکیل اور اسکی بین الاقوامی توسیع تک

اسلامی انقلاب کے مراحل مدارج اور لوازم

پر مشتمل

ماہنامہ "میثاق" میں شائع شدہ

امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے دس خطبات کا مجموعہ

قیمت: -/۲۵ روپے    صفحات: ۳۴۴    (نیوز پرنٹ)

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ۳۶ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

نقطۂ نظر

# مولانا آزاد اور وحدتِ دین

مولانا اخلاق حسین قاسمی - دہلی

سورہ فاتحہ کی تفسیر پر تیسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ مولانا آزاد نے دنیا کے تمام مذاہب کو ایک سطح پر رکھ کر اسلام کی منفرد صداقت کے عقیدہ کو ختم کر دیا اور قرآن مجید سے برہمو سماج اور گاندھی جی کے نظریہ کی تائید پیش کر دی'

مولانا آزاد کی یہ تفسیر اس دور میں سامنے آئی جب سیاسی اختلافات کے لئے اسلام کو استعمال کیا جا رہا تھا اور ہندو مسلمان' دونوں قوموں کو عقیدہ اور معاشرت کے ایک ایک جزء میں ایک دوسرے سے الگ ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کی جا رہی تھی۔

مولانا آزاد تفریق و علیحدگی کے اس سیاسی نظریہ کو کنڈم کر رہے تھے اس لئے جب سورہ فاتحہ میں مولانا نے وحدت دین کے تصوّر کی تشریح کی تو علیحدگی پسندوں میں کہرام مچ گیا اور مولانا کی تفسیر کے خلاف سیاسی اور مذہبی فتوے لگائے جانے لگے۔ حالانکہ مولانا آزاد اصولِ دین...... توحید' نبوت' آخرت اور نیک عملی...... میں وحدت کا تصور پیش کرنے والے پہلے مصنف نہیں تھے۔

مولانا آزاد نے سورہ فاتحہ میں اھد نا الصراط المستقیم ...... کی تشریح کے تحت وحدت دین کے مشہور مسئلہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔

مولانا آزاد ولی اللّٰھی فکر کے ترجمان و شارح ہیں۔ شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ جلد اوّل صفحہ (۸۶) میں یہ عنوان قائم کیا...... باب بیان ان الاصل الدین واحد والشرائع والمناھج مختلفۃ۔ اس امر کا بیان کہ اصل دین ایک ہے اور شریعتیں اور راستے مختلف ہیں...... اور اس باب میں قرآن کی چار آیتوں سے استدلال کیا۔

الشوریٰ ۱۳' المومنون ۵۳' المائدہ ۴۸' الحج ۶۷...... اور یہ بحث بڑی جامعیت کے ساتھ ایک صفحہ پر ختم کر دی' جبکہ مولانا آزاد نے (۵۲) صفحات پر (۲۳) قرآنی آیتوں سے استدلال کر کے وحدت دین کے ولی اللّٰھی تصوّر کو مکمل اور منظم صورت میں پیش کیا۔

شاہ ولی اللہؒ کے بعد شاہ صاحب کے صاحبزادے شاہ عبد القادر صاحب نے جو [illegible] امام التفسیر کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور جنہیں فہم قرآن کی الہامی بصیرت کا حامل تسلیم کیا جاتا ہے، اپنے تفسیری فوائد (موضح قرآن) میں مختلف آیات کے تحت اس بنیادی تصور کی وضاحت کی۔

سورہ البقرہ آیت (۲۱۳) پر تفسیری فائدہ یہ لکھا۔

یعنی اللہ نے کتابیں اور نبی متعدد بھیجے اس واسطے نہیں کہ ہر فرقہ کو جدا راہ فرمائے اللہ کے ہاں سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے، جس وقت اس راہ سے کسی طرف نکلے ہیں اللہ نے نبی بھیجا کہ سمجھادے اور کتاب بھیجی کہ اس پر چلے جاویں۔ پھر کتاب کے لانے کتاب میں نکلے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی، سب نبی اور سب کتابیں اسی ایک راہ کے قائم کرنے آئے ہیں ..... اس کی مثال جیسے تندرستی ایک ہے اور مرض بے شمار جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اس کے موافق فرمایا اب آخری کتاب میں ایسی راہ فرمائی کہ ہر مرض سے بچاؤ ہے۔ یہ سب کے بدلے کفایت ہوئی۔ ..... سورہ شوریٰ آیت (۱۳) کے فائدہ میں لکھا۔

اصل دین ہمیشہ ایک ہے اس کو قائم کرنے کے طریقے ہر وقت میں جدا ٹھہرائے ہیں اللہ نے۔

سورہ الحج آیت (۶۷) کے فائدہ میں لکھا۔

یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آتے ہیں۔

سورہ الروم آیت (۳۰) کے فائدہ میں لکھا۔

یعنی اللہ سب کا حاکم، مالک سب سے نرالا، کوئی اس کے برابر نہیں، کسی کا اس پر زور نہیں ..... یہ باتیں سب جانتے ہیں، اس پر چلنا چاہئے۔

ایسے ہی کسی کی جان مال کو ستانا، ناموس میں عیب لگانا، ہر کوئی برا جانتا ہے۔

ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا ہر کوئی اچھا جانتا ہے ..... اس پر چلنا وہی دین سچا ہے۔

ان چیزوں کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھلایا۔

شرع اور منہاج کے قرآنی الفاظ کی تعبیر شاہ ولی اللہؒ نے صور ھذا الامور ..... (نیک اعمال کی صورتیں) کے الفاظ سے کی ہے۔ شاہ عبد القادر صاحب نے احکام کا لفظ لکھا ہے اور مولانا آزاد نے رسوم وظواہر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

وحدت دین کے تصوّر پر سرسید نے شاہ ولیؒ کی تحقیق کو دوہرایا، (حیات جاوید) مولانا آزادؒ کے

رفیق مولانا سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد چہارم (صفحہ ۵۹۵) پر اس تصور کی وضاحت کی اور پاکستان سے شائع ہونے والے ایک کتابچہ "رسول وحدت" میں سید صاحب نے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی 'اور لکھا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب وعجم 'شام وہند' پورب پچھم 'اتر دکھن' کی تخصیص کو دور کرتے ہوئے بتایا کہ ہر ایک ملک و قوم میں خدا کا نور دیکھا گیا اور اس کی آواز سنی گئی اس لئے بلا تفریق و امتیاز دنیا کے تمام پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسول صادق اور راست باز تسلیم کرنا چاہئے۔

سید صاحب نے اس تقریر میں تین اصولی عقائد پر روشنی ڈالی ہے' (۱) وحدت الٰہ 'خدا کی توحید (۲) وحدت رسالت 'ہر قوم میں رسول آئے (۳) وحدت کتاب 'ہر قوم میں آسمانی ہدایت آئی..... وحدت کتاب کے عنوان میں لکھتے ہیں'

اس عنوان سے وحدت ادیان کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے جو اسلام کی وسیع اور بلند ذہنیت کو دنیا کے سامنے رکھتا ہے۔

اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب نے اس جانب توجہ نہیں کی تھی..... لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رواداری 'بے تعصبی اور نقطہ نظر کی وسعت اس مسئلہ میں ظاہر فرمائی وہ اسلام بلکہ دنیا کی مہتم بالشان تعلیمات میں سے ہے۔

آسمانی کتابیں اگرچہ غیر محدود ہیں تاہم تخصیص کے ساتھ جن کتابوں کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں وہ چار ہیں۔

تورات 'انجیل 'زبور 'قرآن..... ان کے علاوہ ایک جگہ حضرت ابراہیم کے صحیفوں کا ذکر آیا ہے لیکن ان کے نام نہیں بتائے گئے۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰیo صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰیo (الاعلیٰ ۱۹) "یہ تعلیم اگلے صحیفوں میں موجود ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں"

اس لئے ایسی اگلی کتابوں کو جن میں آسمانی تعلیمات کی خصوصیتیں پائی جاتی ہوں گو ان کا ذکر قرآن میں نہ ہو جھوٹانہ کہیں کیونکہ ان کا بھی خدا کی کتاب ہونا ممکن ہے۔ اگرچہ قطعیت کے ساتھ ان کا فیصلہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ قرآن نے ان کے نام نہیں بتائے (صفحہ ۱۵)

اس موقعہ پر ایک نکتہ بیان کرنے کے قابل ہے کہ قرآن مجید نے ہمارے سامنے دو لفظ پیش کئے ہیں..... دین اور شریعت..... شرع کو منسک و منہاج بھی کہتے ہیں۔

دین سے مراد مذہب کے وہ بنیادی امور ہیں جن پر تمام مذاہب حقہ کا اتفاق ہے مثلاً خدا کی ہستی' اس کی توحید' اس کی صفات کاملہ' انبیاء کی بعثت' خدا کی خالص عبادت' حقوق انسانی' اچھے اور برے اخلاق' اعمال کی جزاء و سزاء' یہ وہ اصل دین ہے جس میں تمام پیغمبروں کی تعلیمات یکساں تھیں۔

دوسری چیز یعنی شرع و منہاج اور منسک وہ جزئیات احکام ہیں جو ہر قوم و مذہب کی زمانی اور مکانی خصوصیّات کے سبب سے بدلتے رہے ہیں مثلاً عبادتِ الٰہی کے طریقوں میں ہر مذہب میں تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے' عبادت کی سمتیں الگ الگ ہیں' اعمالِ فاسد کے انسداد کی تدبیریں جدا جدا ہیں۔

دنیا میں انبیاء علیہم السلام کا وقتاً فوقتاً ظہور اسی ضرورت سے ہوتا رہا ہے کہ وہ اسی ازلی اور ابدی صداقت کو دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں اور دین کو اصل مرکز پر قائم رکھیں اور ساتھ ہی اپنی قوم و ملک اور زمانہ کے حالات کے مطابق خاص احکام اور جزئیات جو ان کے لئے مناسب ہوں ان کو بتائیں اور سکھائیں (۱۷)

## آخری کتاب

مگر قرآن اس دعوے کے ساتھ اترا ہے کہ اب اس کے بعد کسی دوسری آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ کے لئے' تحریف و تبدیل سے محفوظ کر دی گئی ہے اور اس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا نے کیا ہے اور یہ وہ وعدہ ہے جو دنیا کی کسی آسمانی کتاب کے لئے خدا نے نہیں کیا' اس سے معلوم ہوا کہ وہ دنیا کی آخری کتاب ہے اور اس کا رسول دنیا کا آخری رسول ہے اب جو کچھ فیض دنیا کو پہنچے گا اسی کے ذریعہ پہنچے گا (۱۸) ...... (شائع کنندہ بیگم عائشہ باوانی وقف پوسٹ بکس نمبر ۱۴۷۸ کراچی نمبر ۲)

آخرِ دور کے مفسر مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے اس مسئلہ پر یہ لکھا۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (انبیاء ۹۲) اے انسانو! تم سب حقیقت میں ایک ہی امت اور ایک ہی ملت تھے' دنیا میں جتنے نبی آئے وہ سب ایک ہی دین لے کر آئے تھے' اور وہ اصل دین یہ تھا کہ صرف ایک اللہ ہی انسان کا رب ہے ........ یہ خیال کرنا کہ فلاں نبی فلاں مذہب کا بانی تھا اور فلاں نبی نے فلاں مذہب کی بنیاد ڈالی اور انسانیت میں یہ حلقوں اور مذہبوں کا تفرقہ انبیاء کا ڈالا ہوا ہے محض ایک غلط خیال ہے (تلخیص تفہیم القرآن صفحہ ۵۲۴)

ان تمام اکابر اہلِ قلم نے اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا لیکن مولانا آزاد کے لکھنے پر وہ قیامت ڈھائی گئی کہ بڑے بڑے لوگ اپنے حواس کھو بیٹھے اور مولانا آزاد پر برہمو سماج اور گاندھی جی کی پیروی اور تائید کی پھبتیاں کسی جانے لگیں۔

پاکستان کی تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ایک اعتدال پسند مفکر و مصلح ہیں ڈاکٹر صاحب نے مولانا آزاد اور قرآنی دعوت پر جن تاثرات کا اظہار کیا۔ اس پر غور کیجئے۔

ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کی تین شخصیتوں کو دعوت قرانی کا علم بردار قرار دیا (۱) ڈاکٹر محمد اقبال (۲) مولانا حمید الدین صاحب فراہی (۳) مولانا ابو الکلام آزادؔ مولانا کے متعلق لکھتے ہیں۔

برصغیر میں قرآنی فکر کا دوسرا دھارا مولانا ابو الکلام آزادؔ مرحوم کی شخصیت سے پھوٹا جس پر فکر سے زیادہ دعوت کا رنگ غالب تھا۔ مولانا مرحوم مفسر قرآن کی حیثیت سے تو بہت بعد میں متعارف ہوئے اس لئے کہ ترجمان القرآن کی جلد اول ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ شائع ہوئی تاہم ان کی قرآن حکیم کی ترجمانی اور قیام حکومت الہٰیہ کے لئے دعوت جہاد کا ڈنکا برصغیر کے طول و عرض میں ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۶ء اور البلاغ کے ذریعہ بج چکا تھا۔ الہلال اور اس ضمن میں وہ حضرت شیخ الہندؒ ایسی عظیم شخصیت تک سے خراج تحسین وصول کر چکے تھے... آگے لکھتے ہیں۔

"مزید افسوس یہ کہ گاندھی جی کی شخصیت کے زیر اثر مولانا مرحوم وحدت ادیان کے بھی پرچارک بن گئے اور اس طرح گویا برہمو سماج کی تقویت کا ذریعہ بن گئے تاہم الہلال اور البلاغ کی دعوت اتنی بودی اور بے جان نہ تھی کہ اس طرح ختم ہو جاتی چنانچہ اس کے فوراً بعد ایک دوسری فعال شخصیت کی صورت میں ظہور کر لیا اُس سے مولانا مودودی مراد ہیں جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مولانا آزاد کے معنوی خلیفہ ہیں
(حکمت قرآن لاہور ماہ اگست و جولائی ۱۹۸۲ء صفحہ ۲۹)

اس سے پہلے اسی پرچہ میں صفحہ (۳۳) پر یہ لکھا۔

عجیب مماثلت ہے کہ جس طرح راجہ رام موہن رائے (وفات ۱۸۳۳ء) نے اسلام اور مسلمانوں کی مدافعت میں تحفۃ الموحدین تالیف کی اسی طرح گاندھی جی مسلمانوں کی تالیف قلب کے لئے تحریک خلافت میں شمولیت اختیار کی اور وحدت ادیان کے فلسفہ کو اتنا اچھالا کر مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم جیسی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیت بھی ان کی زلف گرہ گیر کی اسیر ہو گئی ع

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

ڈاکٹر صاحب کا یہ تبصرہ ۸۲ء کے بعد تازہ حکمت قرآن ۸۷ء کے اندر دوبارہ شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر صاحب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کو اپنے عہد کا مجدد، مولانا آزاد کو شاہ ولی اللہ کے بعد دوسرا داعی قرآن اور مولانا حسین مدنی کو صاحب اتقاء و مقبول بارگاہ قرار دیتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں مولانا آزاد کے وحدت دین کو وحدت ادیان بنا دیتے ہیں اور اس کا رشتہ برہمو سماج سے جوڑ دیتے

ہیں۔

وہ اس حقیقت کو قطعاً نظر انداز کر دیتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالقادر صاحب نے وحدت دین پر جو کچھ لکھا ہے مولانا آزاد کے ہاں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

برہمو سماج ہو یا اکبر کا دین الٰہی..... ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ نجات کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی خاص مذہب کی پیروی کی جائے 'اسلام ہو یا کوئی دوسرا دین دھرم' سب حق ہیں اور سب ہی نجات کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں۔

مولانا آزاد نے دین کی وحدت پر الفاتحہ کی تفسیر میں صفحہ (۱۲۰) سے (۱۷۲) تک (۵۲) صفحات پر تفصیلی بحث کی ہے اور اس سے پہلے صفحہ (۱۹۹) پر صفات الٰہی کی بحث کو ختم کرتے ہوئے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

پر ایک صفحہ میں نبوتِ محمدی اور عبدیتِ محمدی پر جو جامع و مانع کلام کیا ہے وہ ایک غیر جانب دار قاری کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے کہ مولانا آزاد نجات و فلاح کے لئے توحید کے ساتھ نبوت محمدی پر ایمان لانے کو لازمی اور ضروری قرار دیتے ہیں۔

غور کیجئے!

اسلام نے اپنی تعلیم کا بنیادی کلمہ جو قرار دیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمدا عبده ورسوله

اس اقرار میں جس طرح خدا کی توحید کا اعتراف کیا گیا ہے ٹھیک اس طرح پیغمبر کی بندگی اور درجہ رسالت کا بھی اعتراف ہے۔

غور کرنا چاہئے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟..... صرف اس لئے کہ پیغمبر اسلامؐ کی بندگی اور درجہ رسالت کا اعتقاد اسلام کی اصل و اساس بن جائے کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا کی توحید کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی اور رسالت کا بھی اقرار نہ کرے..... (صفحہ ۱۱۹)

الفاتحہ کی تفسیر کے بعد البقرہ سے سورہ مومنون تک بیسیوں مقام ایسے آئے ہیں جہاں موقعہ کی مناسبت سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت اور اہمیت پر پوری شدت اور عظمت کے ساتھ بحث کی ہے۔

ان تمام تصریحات کو نظر انداز کر کے مولانا آزاد کے تصور وحدت پر رائے زنی کرنا محتاط تبصرہ نگاری